Dr. Ramisha Qamer
Gulbarga University Karnataka, INDIA

ڈاکٹر ریمشا قمر
گلبرگہ یونیورسٹی کرناٹک، انڈیا

غزل کے محافظ: حافظ کرناٹکی

Gazal k Muhafiz: Hafiz karnataki

ABSTARACT: Ghazal has been a powerful genre of Urdu literature. It is the quality of poetry that in two MISRA, a great deal is expressed in the fewest words. Hafiz Karnataki made the poetry as his support to express pains of life and its vicissitudes with great beauty and made them a source of satisfaction for himself. Hafiz Karnataka is the author and composer of more than 100 books. He has written many ghazals for children and adults. These collections have been written and published.

Key Words: Hijr o visal, takhayul, haft khwan, moujazae fan, taziyat, mukhatibat, adab e atfal, gazal etc

غزل اردو ادب کی معرکتہ الآرا صنف رہی ہے یہ شاعری کا وہ معیار سخن ہے جس میں دو ہی مصرعوں میں کم سے کم الفاظ میں بڑی بات بیان کی جاتی ہے۔ حافظ کرناٹکی نے اپنے درد و غم کو سمیٹ کر اپنے ٹوٹے دل کو بھٹکنے سے بچانے کے لیے شاعری کو اپنا سہارا بنایا انھوں نے تمام درد ہائے زندگی اور اس کے نشیب و فراز کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ اشعار قالب میں ڈھال کر اپنے لیے تسکین کا سامان بنا لیا ہے۔ حافظ کرناٹکی 100 سے زائد کتابوں کے مصنف و مولف ہیں۔ بچوں اور بڑوں دونوں کے لیے کئی غزلوں کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ بقول حافظ کرناٹکی:

> "میں نے بچوں کے لئے جتنا لکھا ہے بڑوں کے لیے اس سے کم نہیں لکھا ہے۔ میری اکثر کتابیں بچوں اور بڑوں کے لیے یکساں مفید اور دلچسپ ہیں بلکہ بیشتر کتابیں تو بچوں سے زیادہ بڑوں کے ذوق مطالعہ کی تکمیل بہتر طور پر کرتی ہیں۔ ویسے میرا ماننا ہے کہ اردو والوں کی آنکھوں پر ایک بار جو عینک چڑھ جاتی ہے وہ جلد نہیں اترتی۔ لوگوں نے مجھے ایک بار بچوں کا شاعر اور ادیب مان لیا ہے تو وہ اب اس لکیر سے ہٹ کر سوچنے کو تیار نہیں ہیں۔ جس طرح مولوی اسماعیل میرٹھی کو لوگوں نے بچوں کا شاعر مان لیا تو پھر کسی نے یہ نہیں سوچا کہ مولوی صاحب نے اردو کی ترقی میں کیا کارنامے انجام دیے اور بڑوں کے ادب کو کس کس طرح پر متاثر کیا۔" (۱)

حافظ کرناٹکی صاحب نے بالکل درست فرمایا کہ جب کسی وجہ سے کسی ادیب یا فنکار پر کسی ایک طرح کا لیبل لگ جاتا ہے تو پھر اس کی دوسری کاوشیں التوا میں پڑ جاتی ہیں۔ اس کے دیگر کارنامے کارنامے ہوتے ہوئے بھی وہ اہمیت حاصل نہیں کر پاتے جس کے وہ مستحق ہیں۔ یہ رویہ ادب کے علاوہ فنون لطیفہ کے دوسرے میدانوں میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ خصوصا ہندی فلموں میں اس کے نمونے بھرے پڑے ہیں۔ ایک بار کسی اداکار پر

ولن کا ٹھپہ لگ گیا تو لاکھ ہیرو کا کردار نبھاتا رہے، وہ اپنی ولن والی چھاپ لوگوں کے ذہن کے پردے سے نہیں ہٹا پاتا۔ مگر اس کے برعکس بھی کچھ صورتیں دیکھنے کو ملتی ہیں مثلاً ونود کھنا، شتروگھن سنہا اور شاہ رخ خان جیسے مشہور و معروف فلم اسٹاروں نے ولن اور ہیرو دونوں حیثیتوں سے اپنا لوہا منوایا۔ اردو ادب میں بھی غالب نثر نگاری کی حیثیت سے بھی اتنے ہی اہم ہیں جتنا کہ شاعر کی حیثیت سے۔ اسی طرح شمس الرحمن فاروقی ایک اچھے نقاد کے ساتھ ساتھ ایک اچھے فکشن نگار کی حیثیت سے بھی مشہور ہوئے۔ احمد ندیم قاسمی نے بھی بحیثیت شاعر اور نثر نگار اپنی انفرادیت منوائی۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ کسی فن کار کے ہمہ جہت کارنامے لوگوں تک پہنچیں اور ناقدین و قارئین انہیں ایمانداری سے پڑھیں۔ میرا دعوی ہے کہ حافظ کرناٹکی کی دیگر تخلیقات کو بھی اگر دیانتداری اور سنجیدگی سے پڑھا جائے تو ان کی رائے سے اتفاق کرنا ہی پڑے گا جو انہوں نے مذکورہ بالا سطور میں پیش کی ہے:

حافظ کرناٹکی کے اس بیان کی روشنی میں ان کی ادبی سرمائے کا نئے سرے سے جائزہ لینا شروع کیا تو تو پتا چلا کہ انھوں نے اردو کی تقریبا تمام اصناف ادب میں طبع آزمائی کی ہے مگر اس مقالے میں بالخصوص غزل کے حوالے سے ان کی غزلوں کے تین شعری مجموعے ملے۔ غزل ساز، شان غزل اور جان غزل۔ مد نظر تینوں مجموعے بالترتیب غزل ساز صفحات، 189 صفحات شان غزل اور جان غزل 300 صفحات پر مشتمل ہے اور ان میں غزل ساز 81 غزلیں، شانِ غزل 82 غزلیں، اور جانِ غزل میں 186 غزلیں شامل ہیں۔ اپنی غزل گوئی کے متعلق حافظ کرناٹکی لکھتے ہیں:

"اردو میں شاعری غزل کے بغیر ممکن نہیں ہے کیونکہ :"چھٹتی نہیں ہے کافر یہ منہ سے لگی ہوئی" تو میں نے کا انداز تھوڑا سا بدل دیا اور غزلوں کے کئی مجموعے شائع کرائے۔"(۲)

اسی طرح ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

"سوچا تھا کسی اور صنف شاعری پر طبع آزمائی کروں گا مگر نہ جانے کیا ہوا کہ غزل نے ہاتھ تھام لیا اور میں اس کے ساتھ دور تک چلتا چلا گیا۔ اس سفر میں، میں نے اپنے اندر کے تخلیقی فنکار پر زیادہ قدغن نہیں لگائی۔ میں نے محسوس کیا کہ خارجی زندگی کے رنگ سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ یوں بھی صنف غزل زندگی کے اتنے رنگوں سے گزر چکی ہے کہ اب اس پر کسی بھی رنگ کے چڑھنے اترنے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا ہے۔"(۳)

حافظ کرناٹکی کے یہ دونوں بیانات اس بات کے غماز ہیں کہ ان کے نزدیک صنف غزل بھی کافی اہمیت رکھتی ہے اور اس جانب بھی وہ اسی سنجیدگی سے ملتفت ہوئے اور غزلیہ شاعری کے تئیں بھی ویسا ہی انہماک دکھایا، نیز ویسا ہی سنجیدہ رویہ روا رکھا جیسا کہ ان کا رویہ ادب اطفال کے ساتھ رہا۔ ان کے ان بیانات کی صداقت کی شہادت ان کے اشعار سے بھی مل جاتی ہے۔

اپنی غزلوں میں حافظ صاحب نے مختلف موضوعات کا احاطہ کیا ہے۔ جیسے حسن محبوب کے بیانات، عشق و محبت کے جذبات، ہجر و وصل کے معاملات و کیفیات، انسانی نفسیات، معاشرتی صورت حال اور مذہبی امور وغیرہ پر ان کے محسوسات و مشاہدات۔ یہی نہیں بلکہ زندگی کے دیگر موضوعات و تجربات کا احاطہ بھی ان کی غزلیں کرتی ہیں۔ جہاں ایک طرف عشقیہ شاعری کے اچھے نمونے ملتے ہیں وہیں دوسری جانب عصری حسیت والے اشعار بھی بھی وافر تعداد میں نظر آتے ہیں۔ یعنی ان کی غزلوں میں انسانی نفسیات کی گرہیں بھی کھلتی اور حسن و عشق نزاکتیں بھی منعکس ہوتی ہیں۔ انسانی نفسیات کی گرفت اور دنیاوی معاملات کی پکڑ میں ان کی گہری بصیرت اور ان کے بلند

پرواز تخیل کی کارفرمائی بھی دیکھنے کو ملتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان کے اظہار میں رعنائی، سحر کاری اور اثر آفرینی بھی محسوس ہوتی ہے۔ حافظ کرناٹکی کی غزلوں کے تئیں جو میرے محسوسات ہیں ان کے ثبوت میں ویسے تو بہت سے اشعار پیش کیے جاسکتے ہیں مگر اس مختصر سے مقالے میں محض چند نمونوں پر اکتفا دیکھیے۔اشعار ملاحظہ فرمائیں:

تیرے چہرے کی چکاچوند سے صبحیں چمکیں
گھر سے تُو نکلے تو سورج نہ نکلنا چاہے (۴)

اپنی سانسوں سے ہمیں تیری مہک آتی ہے
ہم ہیں شامل تیری زلفوں کے گرفتاروں میں (۵)

عشق کرنے کی روایت ہے بہت پاکیزہ
پیش رووٗں کی محبت ہے بہت پاکیزہ (۶)

روٹھ کر جانے سے پہلے یہ ذرا سوچ تو لو
ہم سا پاؤ گے کہاں ناز اٹھانے والا (۷)

بچے ڈرتے نہیں بزرگوں سے
ہو گئیں آج بے اثر آنکھیں (۸)

ملک ملک جنگ ہے شہر شہر ہے فساد
خون میں تربتر رہی ہے آدمی کی زندگی (۹)

شعر گوئی بظاہر بہت نہایت سادہ عمل معلوم ہوتا ہے کہ جو چاہا لکھ ڈالے اور جو جی میں آیا تحریر کر دیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ شاعری دراصل فطری، الہامی اور وجدانی کیفیت کا نام ہے لیکن وہیں اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ اس الہام اور وجدان کو شعری پیکر میں ڈھالنے کے لیے علمی لیاقت، فنی مہارت اور مستقل مشق سخن ضروری ہے۔ شاعری نہایت پیچیدہ، غور و فکر، تعقل و تخیل اور پراسراریت کا حامل عمل ہے۔۔ شاعری کرنا صرف قافیہ پیمائی کرنا نہیں ہوتا بلکہ ایک شعر بھی بڑی دیدہ سوزی اور جانکنی کے بعد معرض وجود میں آتا ہے۔ حافظ کرناٹکی کی شاعری اسی دیدہ سوزی اور جانکنی کا نمونہ ہے۔ ان کی غزلوں میں جو حدت اور جدت نظر آتی ہے وہ تخلیقی ریاضت اور مسلسل غور و فکر کا ثمرہ ہے۔ تخلیق کار اپنے شدید احساس، انہماک، مشاہدہ، تجربہ اور بلند پرواز تخیل سے ناموجود کو موجود، ذرے کو آفتاب، غائب کو حاضر، لاحاصل کو حاصل، خواب کو حقیقت اور حقیقت کو خواب میں بدلنے کی سعی میں نہ جانے کتنے ہفت خواں سر کرتا ہے۔ تب کہیں جا کر کوئی بھرپور توانا،

قابل تعریف، پراثراور پرتاثیر فن پارہ وجود میں آتاہے اور یہی دراصل معجزہء فن کی نمود کا عمل ہے۔ چند اشعار اس فنکاری کے ملاحظہ فرمائیں۔

ہم قلندر رہیں قناعت ہے ہمارا مسلک
ہم کو دولت کے ترازو میں نہ تولا جائے (۱۰)

غیر کا ہاتھ نہیں ہے میری بربادی میں
میرے دشمن میرے احباب نظر آتے ہیں (۱۱)

خاکساری ہمارا مسلک ہے
دوستوں کی انا سر آنکھوں پر (۱۲)

جیتنا ہو تو ہارنا سیکھو
نفس کو اپنے مارنا سیکھو (۱۳)

جب بصیرت کی رکھی گئی شرط تب
آنکھ والا بھی اندھا دکھائی دیا (۱۴)

یہ اشعار اس تصور شاعری کی مکمل عکاسی کرتے نظر آتے ہیں جو ان کے تخلیقی سفر کا محرک ہیں۔ ان کی شاعری قلبی واردات و حادثات اور تجربات کائنات کا مرکب ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے میں اس طرح آمیز ہوئے ہیں کہ غم جاناں غم دوراں میں بدل گیا ہے بقول شاعر:

غزل میں ذات بھی ہے اور کائنات بھی
ہماری بات بھی ہے اور تمہاری بات بھی (۱۵)

ان کی شاعری ان کی ذاتی انفرادیت کا ثبوت بھی فراہم کرتی ہے۔ ٹی ایس ایلیٹ نے اپنے معروف مضمون "روایت اور انفرادی صلاحیت (Tradition and Individual Talent)" میں ایک جگہ نقد شعر کے متعلق بڑی خوبصورت بات کہی تھی۔ کہتا ہے:

"Honest criticism and sensitive appreciation is directed not upon the poet but upon the poetry."(۱۶)

حافظ کرناٹکی کی شاعری فکری حوالے سے ایسے آشوب کا بیانیہ بن گئی ہے جو انفرادی ہونے کے ساتھ ساتھ اجتماعی بھی ہے۔

ان کی غزلیہ شاعری ہو کہ نظمیہ ان میں در آنے والا انداز اور گاہے گاہے بلند آہنگی کہیں اس تعزیتی سکوت کا اظہار یہ معلوم ہوتی ہے جو ان کے اندر بہت پہلے سے موجود ہے۔ درونِ ذات کے حوالے سے مثال:

ہر کسی کو میری یاد آئے گی قطرہ قطرہ
جب کبھی برسے گی ساون کی گھٹا میرے بعد (۱۷)

میں نے افکار کے پتھر سے تھا پیسا خود کو
رنگ لائی مری محنت کی حنا میرے بعد (۱۸)

فکر اور فن کے سوا کچھ بھی نہیں ہے میرے پاس
اس وراثت کا نہیں ایک بھی حقدار کوئی (۱۹)

زندگی ختم نہیں ہوتی گزر جانے سے
موت کے بعد بھی سر گرم سفر ہوتی ہے (۲۰)

عیب وہ شے ہے جو ساروں کو نظر آتا ہے
وہ الگ چیز ہے کوئی جو ہنر ہوتی ہے (۲۱)

حافظ کرناٹکی کی غزلیہ شاعری میں نہ صرف یہ کہ موضوعات میں تنوع ہے بلکہ ان کے اظہار میں بھی رنگارنگی موجود ہے ان کے بیشتر اشعار ان کی فنی مہارت اور چابک دستی کے عکاس ہیں۔ عام فہم اور سادہ لفظوں میں بھی وہ بڑی سے بڑی اور گاڑھی سے گاڑھی بات کہنے کا ہنر جانتے ہیں: اس ضمن میں اشعار ملاحظہ فرمائیں:

روبرو مرے آئینہ رکھ دو
عکس سے بات کرنا چاہتا ہوں (۲۲)

سیکھ پھولوں سے گھر کے کانٹوں میں
کس طرح مسکرایا جاتا ہے (۲۴)

شمع کا مسجد مندر سے کیا لینا دینا
جس جگہ اس کو جلاؤ گے وہ جل جائے گی (۲۵)

اب تو آجا کہ کریں بیٹھ کے کچھ صلح کی بات
ہم نہ مل پائیں تو ممکن ہے جدائی ہو جائے (۲۶)

اس نے سیکھا ہی نہیں حد توڑنا
میرے سینے میں رہا ہے دل مرا (۲۷)

حافظ کرناٹکی کی غزلیہ شاعری کے درج بالا تجزیے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حافظ کرناٹکی نے صنف غزل میں بھی اپنی بے پناہ تخلیقیت کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے اور اپنے وسیع مشاہدات، گہرے تجربات اور لسانی شعور کا زبردست فائدہ اٹھایا ہے۔یہی سبب ہے کہ ان کی غزلوں میں کائنات کے متعلق ارفع سوچ کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ حسن وعشق کی واردات کے مرقعوں کے ساتھ ساتھ ہجر و وصال کے ذائقے بھی ملتے ہیں۔ نیز عصری مسائل کا کرب بھی ملتا ہے۔انھوں نے بعض ایسے اشعار بھی کہے ہیں جو کسی بھی اہم اور ممتاز شاعر کے اشعار کے مقابل رکھے جاسکتے ہیں۔ پس حافظ کرناٹکی اپنے اس خیال کے اظہار میں حق بجانب ہیں کہ انھوں نے صرف ادب اطفال کے میدان میں ہی جھنڈے نہیں گاڑے ہیں بلکہ غزل کی زمین میں بھی اپنے پرچم بلند کیے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ حافظ کرناٹکی۔ غزل ساز۔ دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۷۔ ص ۳۔۴
۲۔ حافظ کرناٹکی۔ جان غزل۔ دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۲۱۔ ص ۱۳
۳۔ ایضاً ۔ص ۵۰
۴۔ ایضاً ۔ص ۵۴
۵۔ ایضاً ۔ص ۱۶۱
۶۔ حافظ کرناٹکی۔ شان غزل۔ دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۹۔ ص ۵۶
۷۔ ایضاً ۔ص ۶۴
۸۔ ایضاً ۔ص ۸۱
۹۔ ایضاً۔ ص ۱۰۷
۱۰۔ حافظ کرناٹکی۔ جان غزل۔ ص ۴۷

۱۱۔ حافظ کرناٹکی۔ شان غزل۔ ص۳۵

۱۲۔ ایضاً۔ ص۴۱

۱۳۔ حافظ کرناٹکی۔ غزل ساز۔ ص۴۲

۱۴۔ ایضاً۔ ص۱۴۶

۱۵۔ حافظ کرناٹکی۔ جان غزل۔ ص۵۹

۱۶۔ بحوالہ: کامل قریشی، ڈاکٹر (مرتب) ۔اردو غزل۔ دہلی: اردو اکادمی، ۲۰۰۱۔ ص۵

۱۷۔ ایضاً۔ ص۱۸۱

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ حافظ کرناٹکی۔ شان غزل۔ ص۳۱

۲۳۔ ایضاً

۲۰۔ ایضاً۔ ص۱۲۹

۲۱۔ حافظ کرناٹکی۔ جان غزل ۔ص۱۲۲

۲۲۔ ایضاً۔ ص۱۲۹

۲۳۔ ایضاً۔ ص۱۴۱

۲۴۔ ایضاً۔ ص۱۶۲

۲۵۔ ایضاً۔ ص۱۶۴

۲۶۔ ایضاً۔ ص۔۱۶۵

۲۷۔ ایضاً